کے لیے مناسب روک تھام کی جا سکے۔

۳۔ طبی تعلیم و تجربے کا حصول مدنظر ہو۔ جیسے طبی یونیورسٹیوں وغیرہ میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

ثانیا: تعلیم کی غرض کے لیے مندرجہ ذیل ضوابط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱۔ لاش کسی معلوم شخص کی ہو اور خود اس نے حیات میں یا اس کی موت کے بعد ورثاء نے اس کی اجازت دی ہو۔ کسی معصوم الدم انسان کا پوسٹمارٹم سوائے ضرورت کے جائز نہیں۔

۲۔ پوسٹ مارٹم صرف بقدر ضرورت ہو۔

۳۔ خواتین کا پوسٹمارٹم صرف خواتین ڈاکٹر ہی کریں، سوائے اس کے کہ لیڈی ڈاکٹر نہ ملے۔

(مجلس المجمع الفقهي الاسلامي زير اشراف رابطه عالم اسلامي منعقده مكه مكرمه ۱۷ تا ۱۲۱ اكتوبر ۱۹۸۷)

سوال: کسی عورت کا خون دو سال سے کم عمر بچے کی طرف منتقل کیا جائے تو کیا اس پر رضاعت کا اطلاق ہوگا ؟ اور کیا اس پر معاوضہ لینا جائز ہے؟

جواب: المجمع الفقهي الاسلامي کی مستقل کمیٹی (بورڈ) نے اپنے گیارہویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹ تا ۲۶ فروری ۱۹۸۹ میں بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا کہ:

۱۔ انتقال خون سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اور حرمت وغیرہ احکامات صرف رضاعت کے ساتھ خاص ہیں۔

۲۔ خون کی خرید و فروخت جائز نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں خون کو حرام قرار دیا گیا اور احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ (ان الله اذا حرم شيئا حرم ثمنه) نیز آپ ﷺ نے خون کے لین دین سے منع فرمایا۔

البتہ اس صورت میں جائز ہے جب کوئی رضاکارانہ طور پر خون دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ اگر رضاکارانہ طور پر نہ ملے تو الضرورات تبيح المحظورات کے تحت جائز ہے، مگر خون بیچنے والے پر گناہ ہے۔

ہاں خون لینے والا بطور ہبہ، عطیہ یا حوصلہ افزائی کچھ دیدے تو کوئی حرج نہیں۔ اس وقت یہ من باب التبرعات ہوگا، من باب المعاوضات نہیں۔

اخوت اسلامی قسط:(۴)

صحابہ کرام ؓ واہل بیت ؓ کی باہمی محبت

ابوعبداللہ عبدالرحیم روزی

صحابہ کرام ؓ اور اہل بیت عظام ؓ کے باہمی روابط

امام زین العابدینؒ: علی اربلی بیان کرتا ہے کہ حضرت زین العابدین کے پاس عراق کے کچھ لوگ آ کر خلفائے ثلاثہ: ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان کھولنے لگے۔ جب وہ اپنے ہفوات سے فارغ ہوئے تو امام اور ان کے درمیان یہ مکالمہ ہوا:

امام زین العابدینؒ: اے عراقیو! کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ تم وہ مہاجرین اولین ہو، جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے: ﴿الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون ﴾

عراقی باشندے: جی نہیں۔

امام زین العابدینؒ: پھر ان لوگوں میں تو شامل ہوں گے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿والذین تبوء وا الدار والإیمان من قبلھم یحبون من ھاجر إلیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما أوتوا ویؤثرون علیٰ أنفسھم ولو کان بھم خصاصۃ﴾

عراقی باشندے: جی نہیں۔

زین العابدینؒ: جب تم نے ان دونوں گروہوں میں سے ہونے کی نفی کر دی، تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے بھی نہیں ہوں گے: ﴿یقولون ربنا اغفرلنا ولإ خواننا الذین سبقونا بالإ یمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ﴾(سورۃ الحشر: ۵۹) "تم یہاں سے دفع ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ تمہارا بیڑہ غرق کرے!"
(رحماء بینھم ص: ۴۵ بحوالہ: کشف الغمۃ طبع: ایران ۲/ ۹۱)

ابوجعفر محمد الباقرؒ: آیت مباہلہ ﴿قل تعالوا ندع أبنآء نا وأبناء کم ونسآء نا ونسآء کم وأنفسنا وأنفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ﴾ (ال عمران: ۶۱) کی تفسیر میں آپؒ سے منقول

ہے کہ:"فجآء بأبي بكر وولده وبعمر وولده وبعثمان وولده وبعلي وولده" کہ آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رحمہم اللہ، عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رحمہم اللہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رحمہم اللہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رحمہم اللہ کو لے کر آئے۔ (تفسير فتح القدير ۱ / ۳۴۸ بحواله ابن عساكر)

ابوعبداللہ امام جعفر صادقؒ: آپ رحمہ اللہ اپنے آبائے کرام کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (أوصيكم بأصحاب نبيكم لا تسبّوهم ، الذين لم يحدثوا بعده ولم يؤوا محدثا ، فإن رسول الله ﷺ اوصى بهم الخير) "میں تمہیں تمہارے نبی ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے متعلق اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتا ہوں، انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کوئی بدعت ایجاد کی نہ کسی بدعتی کو جگہ دی۔ ہاں رسول اللہ (ﷺ) نے ان کے متعلق خیر و بھلائی کے ساتھ پیش آنے کی پرزور تاکید کی ہے۔" (ماقاله الثقلان في أولياء الرحمن ص: ۳۰ بحواله بحار الأنوار ۲۲ / ۳۵)

امام موصوف اور منصور بن حازم کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوا:

منصور بن حازم مجھے بتائیے کہ انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے محمد ﷺ پر سچ بولا یا جھوٹ؟ جعفر صادق بل صدقوا۔ انہوں نے سچ بولا۔

منصور: فما بالهم اختلفوا؟ پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے درمیان اختلافات رونما ہوئے؟

جعفر صادق: (اما تعلم أن الرجل كا ن يأتي رسو ل الله ﷺ فيسأله عن المسألة فيجيبه فيها بالجواب ثم يجيبه بعد ذلك ماينسخ ذلك الجواب فنسخت الأحاديث بعضها بعضا) "کیا تم نہیں جانتے کہ لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے پاس آ کر مسئلہ پوچھتے، تو آپ جواب دیتے' پھر اس کے بعد پہلے جواب کو منسوخ کرنے والا جواب دیتے۔ اس طرح بعض احادیث نے بعض کو منسوخ کیا۔" (الثناء المتبادل بين الآل والأصحاب ص: ۴۴ بحواله أصول الكافي ۱ / ۵۲ كتاب فضل العلم)

امام جعفر صادقؒ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اختلافات کے بارے میں نہایت نیک نیتی اور فقاہت کے ساتھ فرمایا کہ ان اختلافات کی بنیاد اور تاریخ خود رسول ﷺ سے موجود ہے، اور اختلافات کے اسباب و عوامل سے بھی امام موصوف نے پردہ اٹھایا۔ بے شک اختلافات اشخاص اور نصوص و احوال کا حل ہر دعویدار علم کے پاس نہیں' بلکہ امام جعفر صادق جیسے پایہ کے

علماء کا حصہ ہے۔انہی علماء نے بظاہر مختلف آیات واحادیث کی تطبیق اوران کا حل پیش کیا ہے۔جو کتب کے سرمایوں میں موجود ہے۔جیسے تأویل مختلف الحدیث وغیرہ۔صحابہ کرام ﷡ میں سے حضرت عمر،حضرت علی،حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ ﷝اس فن کے ماہر تھے۔بے شک ہر سفید چیز چربی نہیں ہوتی۔

امام موصوف علمی دنیا کے ایک سمندر تھے۔امام صاحب نے یہاں بھی بہت ساری الجھی ہوئی گتھیوں کو آسان پیرائے میں سلجھایا ہے۔آپ رحمہ اللہ عن آباء ہ عن رسول اللہ (ﷺ) کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ (أشدکم علی الصراط أشدکم حبا لأهل بيتي و لأصحابي) ''پل صراط پر سب سے تیز رفتار وہ شخص ہوگا جو میرے اہل وعیال اور میرے اصحاب کرام سے ٹوٹ کر محبت وعقیدت رکھتا ہو۔'' (الثناء المتبادل ص: ۴۵ بحواله بحار الانوار ۲۷ / ۱۳۳)

ابوعمروزبیری اورامام جعفرصادق رحمہ اللہ کے مابین درج ذیل مکالمہ ہوا:

ابوعمرو: کیا مؤمنین کے آپس میں فرق ایمان کے درجات ومراتب ہیں؟ امام صادق: ہیں۔

ابوعمرو: اللہ آپ پر رحم کرے۔ذرا اس کی وضاحت کیجئے !

امام صادق رحمہ اللہ: اللہ تعالیٰ نے مومنان باصفا کے آپس میں اس طرح مقابلہ کروایا جس طرح گھوڑوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے، پھر اپنی طرف سبقت لیجانے کے حساب سے ان کے مابین ایسی درجہ بندی کی کہ ان میں سے کسی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔اسی کا نتیجہ ہے کہ اس امت کے اولین وآخرین کے مابین خودبخود فرق مراتب پیدا ہوا۔اگر سبقت ایمانی کی کسوٹی نہ ہوتی تو امت کے اواخر اوائل پر سبقت لے جاتے' کیونکہ ان (اواخر) میں بہت سے ایسے خوش نصیب لوگ موجود ہیں جو علم وعبادت' انفاق فی سبیل اللہ اور ریاضت کی جولانگاہ میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک امت کے اوائل کو اس کے اواخر پر بلندو بالا درجہ دینے کے علاوہ کچھ اور پسند ہی نہیں۔

ابوعمرو: وہ کونسی صفات وامتیازات ہیں جن کو معیار بنا کر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین متقین کو مقابلے کے میدان میں اترنے کی دعوت دی ہے؟

امام صادق رحمہ اللہ: یہ صفات وشرائط درج ذیل ہیں:

(۱) قولہ تعالیٰ ﴿سابقوا إلیٰ مغفرة من ربكم وجنة عرضها كعرض السمآء والأرض أعدت للذين امنوا بالله ورسله﴾ [۲۱/۵۷]

(۲) قولہ تعالیٰ ﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله

عنهم ورضوا عنه﴾ [۹/۱۰۰]

اللہ تعالیٰ نے آغاز کلام مہاجرین سے، پھر انصار سے پھر تابعین سے کیا اور ہر ایک کو اپنے اپنے درجات واعزازات کے نصیب اعلیٰ پر فائز رکھا۔ (تحفة اثنی عشریه ص: ۱۳۶ بحواله اصول الكافي باب السبق إلىٰ الايمان)

آپؒ نے اصحاب کرام ﷺ کے متعلق ایک موقع پر فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے اصحاب میں سے ایک گروہ کو منتخب فرمایا، ان کو بہت عزت عطا کی اور تایید ونصرت سے آراستہ کیا اور رسول اللہ (ﷺ) کی زبان پر ان کے فضائل ومناقب اور کرامات جاری فرمائے۔ تم ان سے محبت کے ساتھ اعتقاد رکھو، ان کی فضیلت کا ذکر کرو اور اہل بدعت سے اجتناب کرو کیونکہ ان (اہل بدعت) کی محبت دلوں میں کفر وضلالت پیدا کرتی ہے۔ (حسین الأمینی: شیعیت کا مقدمہ ۴۶۹ بحوالہ مصباح الشریعۃ ص ۶۷ مطبوعہ ایران)

آپ نے فرمایا (كان اصحاب رسول الله ﷺ اثنى عشر الفا، ثمانية آلاف من المدينة والفان من مكة والفان من الطلقاء، ولم يرفيهم قدرى ولا مرجئ ولاحرورى ولا معتزلى ولا صاحب رأى، كانوا يبكون الليل والنهار ويقولون: اقبض أرواحنا من قبل أن نأكل خبز الخمير) ''اصحاب رسول ﷺ کی تعداد بارہ ہزار تھی، آٹھ ہزار مدینہ سے اور دو ہزار مکہ سے تعلق رکھتے تھے جبکہ دو ہزار طلقاء میں سے تھے (یعنی فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ کی طرف سے معاف کیے جانے والے لوگ جو بعد میں مسلمان ہوئے)، ان میں سے کوئی تقدیر کا انکاری نہ تھا نہ مرجئہ کے نظریات رکھتا تھا اور نہ ہی خارجی، نہ معتزلی تھا اور نہ ہی اپنی ذاتی رائے اور فکر کی پیروی کرتا تھا۔ رات دن آہ وبکا میں گزارتے اور اللہ سے دعا کرتے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو قبض فرمالینا قبل اس کے کہ ہم خمیری روٹی کھائیں!'' (الصدوق: كتاب الخصال ۶۴)

امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ: آپ اپنے آباؤ واجداد کے واسطے رسول اللہ (ﷺ) سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں (أنا أمنة لأصحابى، فإذا قبضت دنا من أصحابى ما يوعدون وأصحابى أمنة لأمتى فإذا قبض أصحابى دنا من أمتى مايوعدون ولايزال هذا الدين ظاهرا علىٰ الأديان كلها مادام فيكم من رآنى) ''میں اپنے اصحاب کیلئے باعث امن وامان ہوں، جب میں وفات پا جاؤں تو میرے اصحاب سے کیا ہوا وعدہ قریب آجائے گا اور میرے اصحاب میری امت کیلئے امن دینے والے ہیں، جب وہ فوت ہو جائیں گے تو امت سے کیا ہوا وعدہ قریب تر ہوگا اور یہ دین، تمام ادیان عالم پر غالب رہے گا جب تک تم لوگوں میں مجھے دیکھا ہوا ایک فرد بھی موجود ہو۔'' (ماقاله الثقلان ص: ۳۰ بحواله

بحار الأنوار ۲۲/ ۳۰۹. نوادر الراوندی ص ۲۳)

آپ اپنے آباء سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ (القرون أربع : أنا في أفضلها قرنا ثم الثاني ثم الثالث فإذا كان الرابع التقى الرجال بالرجال والنساء بالنساء فقبض الله كتابه من صدور بني آدم فيبعث الله ريحا سوداء ثم لايبقى أحد سوى الله إلا قبضه الله اليه) ''لوگوں کے چار طبقات ہیں: میں سب سے زریں عہد میں ہوں، پھر دوسرا طبقہ، پھر تیسرا طبقہ، جب چوتھا دور آئے گا تو مرد لوگ مردوں سے اور خواتین خواتین سے گڈمڈ ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ایک کالی گھٹا چھوڑ دیں گے پھر روئے زمین پر کوئی زندہ مخلوق نہیں بچے گی مگر اللہ تعالیٰ اس کی روح قبض کرے گا۔'' (ماقاله الثقلان ص: ۳۰ بحواله بحار الأنوار ۲۲/ ۳۰۹)

اسی حدیث کا (فإذا كان الرابع) تک کا مضمون صحاح ستہ وغیرہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ اور قرآنی تزکیے سے ہم آہنگ ہے۔

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ: آپ اپنے سلسلہ آباء سے وہ رسول اللہ (ﷺ) سے روایت کرتے ہیں (اللهم ارحم خلفائي ثلاث مرات) ''اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما! یہ تین بار فرمایا۔'' آپ سے پوچھا گیا کہ (ومن خلفاءك ؟) ''آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟'' فرمایا (الذين يأتون من بعدي ويروون أحاديثي وسنتي فيسلمونها الناس من بعدي) ''خلفاء وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور سنتیں روایت کریں گے تو لوگ انہیں تنہا چھوڑ دیں گے۔ (ماقاله الثقلان ص: ۳۱ عن بحار الانوار ۲۲/ ۱۴۴)

دیکھیے احادیث' سنت نبویہ کو روایت کرنے اور کھوٹے وکھرے سکوں کو پرکھنے والے محدثین کرام کے ساتھ روایات وضع کرنے والوں قصہ گوؤں اور خواہشات نفس کے پیروکاروں کی طرف سے کتنی تنقید اور طعن وتشنیع کا سلوک روا رکھا گیا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ انہی راویوں کو خلفاء کہا گیا، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے فوراً بعد انہیں تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑنے کا عمل شروع ہوا اور ہر پتھر کے نیچے سے فتنے سر اٹھانے لگے مگر (ردة ولا ابابكر لها) کے مصداق صدیق اکبر کی مدبرانہ قیادت اور عمر فاروق، عثمان غنی اور حیدر کرار ﷺ وغیرہ قدسیوں کے ناصحانہ مشوروں اور قربانیوں نے سازشوں کے تمام تانے بانے توڑ دیے۔

احادیث کے ساتھ بھی کوئی اچھا سلوک روا نہیں رکھا گیا، طرح طرح کی تنقیدوں اور شکوک وشبہات کے ذریعے احادیث نبویہ کو دیوار سے لگانے اور من مانی خواہشات کو اصول وضابطہ کی حیثیت دینے کی مذموم کوششیں اب تک جاری ہیں،